احادیث سے استنباطِ احکام میں تعارض، اسباب، شرائط اور رفع تعارض کے مناہج

(علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کے مقدمة اعلاء السنن کا ناقدانہ جائزہ)

ڈاکٹر محمد طارق رمضان، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف لاہور، سرگودھا

ڈاکٹر محمد فیروز الدین شاہ کھگہ، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

Abstract:

The Prophetic narrations have been documented as authorized and legitimate source united exclusively with the Quran, it became an imperative portion forming the Islamic characteristics and constructing up the Muslim civilization. However, there are a handful of hadiths seems to contradict each other and also with some facts or other texts which give a glimpse of this contradiction can be a negative impact on the authority of hadith as a source of Muslim civilization. At once, it would raising polemics and creates doubts on tacit revelation's status. The Hadith scholars (Muhaddithin) have proved scholarship of hadiths as a driving force for constituting the Islamic laws. They delineated methods to resolve all conflicts between the prophetic narrations. These methods are al-Nasikh (abrogation), al-Tarjih (outweighing), al-Jam'a (reconciliation) and Tawaquf (stopover). Allam Zafar Ahmad Uthmani is one of the sub-content orthodox Islamic scholars who provided a detailed pensive work on this aspect. This research deals with Allama Uthmani's view about the solution of this conflict among the prophetical narrations.

Keywords: Tacit Revelation, Conflict, Solution, Uthmani, Muqadimah I'lā Al-Sunan

موضوع کا تعارف:

فقہ الحدیث اوراصول فقہ کی کتب میں ایک اہم مبحث نصوصِ شرعیہ میں تعارض کا وقوع اور اس کا حل ہے۔ علمی حلقوں میں نصوص شرعیہ کے مابین تعارض کے لئے مشکل الحدیث، مختلف الاحادیث یا تاویل الحدیث کی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہے۔ اصول فقہ میں اس کے لئے تعارض کا لفظ مستعمل ہے، بعض حضرات نے تعارض کی جگہ معارضہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور بعض حضرات مثلا امام الحرمین الجوینیؒ، آمدیؒ، ابن حاجبؒ اور علامہ شوکانیؒ نے تعارض کی جگہ تقابل کا لفظ استعمال کیا ہے۔ دیگر اصولیین مثلاً علامہ بیضاویؒ نے منہاج میں اور ابن السبکی نے "جمع الجوامع" میں تعارض کی جگہ تعادل کا لفظ استعمال کیا ہے۔[1]

---

[1] ۔ حماد، الدکتور نافذ حسین، مختلف الحدیث بین الفقہاء والمحدثین، (القاهرة: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزیع، 1414ھ) ص19۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر گفتگو سے قبل اس موضوع پر ابتدائی مباحث مثلاً موضوع پر اہم مصادر کا تعارف، تعارض کا تعارف، فقہی مباحث میں اس کی اہمیت، تعارض کے اسباب اور شرائط وغیرہ کو مختصراً بیان کر دیا جائے جو اس موضوع کو سمجھنے میں حد درجہ معاون ثابت ہوں۔

موضوع پر اہم مصادر کا مختصر تاریخی جائزہ:

مذکورہ بالا موضوع پر باضابطہ لکھنے کا آغاز امام شافعیؒ (م204ھ) نے "اختلاف الحدیث" کے عنوان سے کتاب لکھ کر کیا۔ اس کتاب لکھنے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ تمام متعارض احادیث کو اپنی کتاب میں جمع کر دیں بلکہ انہوں نے کچھ ایسی احادیث کو جمع کر دیا تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ کس طرح احادیث میں تعارض محسوس ہوتا ہے اور رفعِ تعارض میں ایسی صورت پیش کریں جس سے یہ بات واضح ہو جائے کہ اس ظاہری تعارض کو ختم کیا جا سکتا ہے۔[2] امام شافعیؒ کی یہ کتاب خالصتاً مختلف الحدیث کے موضوع پر ہے البتہ اس میں مشکل الحدیث کے مسائل نہیں ہیں اسلئے قاری اطمینان کے ساتھ کسی اختلاط کے بغیر مسائل کو سمجھتا ہے۔ اس کتاب میں 66 ابواب کے تحت 253 متعارض احادیث بیان کی گئی ہیں اور ان کے تعارض کو رفع کرنے کے اصول و مناہج کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ امام شافعیؒ نے علم فقہ پر اپنی مشہور زمانہ کتاب "الام" میں دسویں جلد مکمل طور پر "اختلاف الحدیث" پر تالیف کی۔ اس کے بعد علامہ ابن قتیبہؒ (م270ھ)[3] نے "تاویل مختلف الحدیث" لکھی۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> **"ونحن لم نرد فی هذاالکتاب ان نرد علی الزنادقة ولا المکذبین بآیات الله تعالیٰ و رسله،وانما کان غرضنا:الردعلی من ادعی علی الحدیث التناقض والاختلاف و استحالة المعنیٰ من المنتسبین الی المسلمین۔"[4]**
>
> "ہمارا یہ کتاب لکھنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم زنادقہ اور باطل فرقوں کا رد کریں، بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کا رد کریں جو مسلمانوں میں سے ہیں اور احادیث میں تضاد کا دعویٰ کرتے ہیں۔"

---

[2] ۔ النووی، ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف، التقریب، (بیروت: مکتبۃ دار الفکر، 1994ء)، ج2، ص196۔

[3] ۔ ان کا پورا نام عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری اور کنیت ابو محمد ہے۔ لغت نویس، ادیب اور عالم ہیں۔ مختلف علوم میں نادر کتب لکھیں۔ 213ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ذوالقعدہ 270ھ میں فوت ہوئے۔ دیکھئے: ابن خلکان، أحمد بن محمد بن أبي بكر، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، (بیروت: دار صادر، 1972ء) ج3، ص42-44؛ ابن الندیم الوراق، ابو الفراج محمد بن اسحاق، الفہرست، (بیروت: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، س ن)، ص115-116

[4] ۔ ابن قتیبہ الدینوری، تاویل مختلف الحدیث، (بیروت: دار الکتاب العربی، 1405ھ)، ص112۔

اس کتاب کی فضیلت میں یہی کافی ہے کہ یہ ایسے زمانے میں سامنے آئی ہے جب علمی حلقوں میں حدیث رسول ﷺ کے بارے میں ہونے والے اعتراضات کا علمی انداز میں تسلی بخش جواب دینے کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا گیا جو اس مسئلہ کو حل کر دے۔ ابن قتیبہؒ کی یہ کتاب بعد میں آنے والے اوراس موضوع پر لکھنے والوں کے لئے راہنمائی کا کام دیتی ہے۔ اس کتاب میں پانچ قسم کی احادیث (اول:وہ احادیث جو باہم متعارض محسوس ہوتی ہیں، ثانی:جو نصوصِ قرآن کے متعارض ہیں، ثالث: جن کارد عقل کرتی ہے، رابع:وہ احادیث جو اجماع کے خلاف ہیں۔ خامس:وہ احادیث جو قیاس کے متعارض ہیں) کو بیان کرکے ان میں تناقض کو رفع کیا گیا ہے۔

اس کے بعدابوجعفر محمدبن سلامة الطحاوی (م321ھ)نے "مشکل الآثار" لکھی۔امام طحاویؒ کی اس تالیف میں تین امور(اول:احادیث کے اشکالات کی وضاحت، ثانی:روایات میں موجود احکام کا استخراج، ثالث:احادیث میں تعارض اوراعتراضات کا جواب) نمایاں ہیں۔اس کے علاوہ آپ کی کتاب "شرح معانی الآثار" بھی اس موضوع پر اہم مصدر ہے۔ ابتداءً ان تین اہل علم نے اس فن پر مستقل لکھنے کا آغاز کیا۔ بعد میں اہم شخصیات ابن الصلاح (م643ھ)،ابن حجر (م852ھ)،امام سیوطیؒ (م911ھ) اورعلامه علی بن محمد بن محمد الآمدی(م631ھ) ہیں جنہوں نے اس موضوع پر گراں قدر کام کیا۔ علامه علی بن محمد بن محمد الآمدی(م631ھ)نے اپنی کتاب الاحکام فی اصول الاحکام میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔اس کے علاوہ چند اہم مصادر درج ذیل ہیں:

- **اختلاف الحدیث: ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ الساجی(م307ھ)**
- **تهذیب الآثاروتفصیل الثابت عن رسول الله ﷺمن الاخبار: محمد بن جریرالطبری(م310ھ)**
- **رسالة فی المشکل: ابوبکرمحمد بن قاسم بن بشار الانباری(م328ھ)**
- **اعلام السنن: ابوسلیمان محمد بن محمدالخطابی(م388ھ)،**
- **معالم السنن شرح سنن ابی داؤد: ابوسلیمان محمدبن محمد الخطابی(م388ھ)**
- **مشکل الحدیث وبیانه: ابوبکرمحمدبن حسن فورک(م406ھ)،**
- **تاویل متشابه الاخبار: ابومنصورعبدالقاهربن طاهرالبغدادی(م429ھ)،**
- **مختصرمشکل الآثار: ابوالولیدسلیمان بن خلف الباجی القاضی(474ھ)،**
- **تقیید المهمل وتمیزالمشکل: حسین بن محمدالجیانی(م894ھ)**
- **شرح مشکلات الصحیحین: قاضی عیاض الیحصبی(م544ھ)**
- **الافصاح عن معانی الصحاح: یحییٰ بن محمد بن هبیرة(م560ھ)**

- شرح مشكلات الصحيحين المستخرج من مشارق الانوار:ابواسحاق ابراهيم بن يوسف (م569ھ)
- مختارالاعتبارفی بيان الناسخ والمنسوخ من الآثار:ابوبكرمحمدبن موسیٰ بن عثمان الحازمی(م584ھ)
- كشف مشكل حديث الصحيحين: ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی(م597ھ)
- التحقيق الافهام فی حديث الاختلاف: ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی(م597ھ)
- تنبيه الافهام فی مشكل احاديثه عليه السلام:عبدالجليل بن موسیٰ الاوسی الانصاری (م608ھ)
- شرح مشكل البخاری: محمد بن سعيد بن يحيیٰ الدبيثی (م627ھ)
- المفهم لمااشكل من تلخيص كتاب مسلم:احمدبن عمرالقرطبی الانصآری(م656ھ)
- شواہد التوضيح والتصحيح لمشكلات الصحيح: محمدبن عبدالله بن مالک النحوی(م672ھ)
- مشكل الصحيحين: خليل بن عبدالله (م761ھ)
- المعتصرمن المختصر من مشكل الآثار: ابويوسف بن موسیٰ الحنفی(م803ھ)
- العقد الجلی فی حل اشكال الجامع الصحيح؛احمدالكردی(م763ھ)
- الافهام لما فی صحيح البخاری من الابهام:عبدالرحمٰن بن عمرالبلقينی (م864ھ)
- تيسير منهل القاری فی تفسيرمشكل البخاری:محمدبن محمد بن يوسف الشافعی (م853ھ)
- اغاثة المستغيث فی حل اشكالات الحديث:ابوبكربن عبدالرحمٰن السيوطی(م911ھ)
- التوشيح فی مشكلات الجامع الصحيح؛ ابوبكربن عبدالرحمٰن السيوطی(م911ھ)
- مشكلات الاحاديث النبوية وبيانها: عبدالله بن علی القصيمی (م1353ھ)۔

جبکہ عہد حاضر میں اس موضوع پر سندی و غیر سندی گرانقدر کام ہوا ہے جیسا کہ:

- التعارض والترجيح عندالاصوليين دائرهما فی الفقه الاسلامی: محمدبن ابراہيم الخفناوی
- مختلف الحديث بين المحدثين والاصوليين الفقهاء: ڈاکٹراسامة بن عبدالله خياط[5]
- مختلف الحديث بين الفقهاء والمحدثين:ڈاکٹرنافذحسين حماد
- منهج التوفيق والترجيح بين مختلف الحديث: عبدالمجيد السوسوة

5۔ امام وخطیب المسجد الحرام

- احاديث العقيدة التى يوهم ظاهرالتعارض فى الصحيحين: سليمان بن محمدالدبيخي
- دفع التعارض عن مختلف الحديث: حسن مظفرالروز
- التعارض والترجيح بين الادلة الشرعية: عبداللطيف بن عبدالله بن عزيزللبرزنجى
- حقيقة التعارض بين الادلة الكتاب والسنة: ڈاکٹرحسین مطاوع الترتوری؛
- دفع ما يوهم التعارض بين قول الرسول وفعله وتقريره: سعودبن فرمان الحبلانى العنزى

موضوع کی اہمیت:

ابن تیمیہؒ فن تعارض ادلۃ کو ایک وسیع و عمیق علم قرار دیتے ہیں:

"فن تعارض دلالاتِ الاقوال،ترجيح بعضها على بعض،بحر خضم"[6]

(دلائل میں تعارض اور ایک دوسرے پر ان کی ترجیح کا فن عمیق سمندر ہے۔)

علامہ شاطبیؒ، حضرت قتادہ کا قول نقل کرتے ہیں:

"من لم يعرف الاختلاف لم يشم انفه الفقه"[7]

(جو اختلاف کو نہیں جانتا، اس نے فقہ کی بو بھی نہیں سونگھی۔)

ابن حزم ظاہریؒ نصوص کے درمیان تعارض و ترجیح پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هذا من ادق ما يمكن ان يعترض اهل العلم من تاليف النصوص واغمضه واصعبه" [8]

(یہ گہرا علم ہے جس میں نصوص کی تالیف، گیرائی اور مشکلات اہلِ علم پر پیش کی جاتی ہیں)۔

امام نوویؒ اس علم کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ ایک اہم فن ہے اور اس کو جاننے کے لئے تمام قسم کے علماء مجبور ہیں۔ اس علم کی معرفت یہ ہے کہ دو ایسی نصوص جو معنیٰ میں ظاہر کے اعتبار سے متعارض ہوں، ان کے درمیان رفع تعارض میں ایسی سبیل اختیار کی جائے جو وجہ اطمینان ہو۔ اس علم میں کمال مہارت وہ علماء رکھتے ہیں جو بیک وقت محدث بھی ہیں، فقیہ بھی ہیں اور علمائے اصول بھی ہیں جو معانی کی تہہ تک پہنچتے ہیں۔ [9]

6۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، رفع الملام عن الائمۃ الاعلام، (الریاض: الرئاسۃ العامۃ لادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد، 1413ھ)، ص30۔

7۔ الشاطبی، ابو اسحٰق ابراھیم بن موسیٰ، الموفقات، (الریاض: دار ابن عفان، 1417ھ)، ج5، ص122۔

8۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد الاندلسی، الاحکام فی اصول الاحکام، (بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، س ن)، ج2، ص26؛ مزید دیکھئے: الآمدی، الامام علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، (الریاض: دار الصمیعی، 1424ھ)۔

9۔ السیوطی، حافظ جلال الدین، تدریب الراوی وشرح تقریب النواوی، (الریاض: مکتبۃ الکوثر، 1415ھ)، ص651-652۔

اعلاء السنن کا تعارف:

"اعلاء السنن" یہ وہ جلیل القدر اور کثیر النفع کتاب ہے جس میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے احناف کے نقطہ نظر سے بے شمار ان مسائل پر بحث کی ہے جو علوم الحدیث اور مصطلح الحدیث کی قدیم کتب میں تشنہ تکمیل رہ گئے تھے۔ چنانچہ مولانا عثمانی نے اپنی اس تالیف میں ان اہم مسائل کو نہایت سلیس، عمدہ اور عام فہم انداز میں پیش کیا ہے اوران کی ترتیب، تبویب اور تنظیم کا حد درجہ خیال رکھا ہے، ہر مسئلہ پر آپ کی رائے مدلل اور مصادر سے مستند ہے۔ مولانا عثمانی کا یہ علمی شاھکار درمیانے سائز کی اکیس(21) ضخیم جلدوں میں 9814صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا نے اس کام کا آغاز1338ھ میں کیااوراسے 1357ھ تک مختلف اوقات میں تقریباً بیس سال کی عرق ریزی اور محنت شاقہ کے بعد اس کتاب میں ابواب الطہارۃ سے لے کر کتاب المواریث تک کے تمام مسائل خلافیہ مشہورہ میں ھدایہ کی ترتیب کے موافق فقہہ حنفی کی تائید کے لئے بہت بڑا ذخیرہ احادیث جمع کر دیاہے۔

یہ کتاب تین مقدمات پر مشتمل ہے، ان میں سے ایک علوم حدیث سے متعلق ہے، یہ مقدمہ مبادیات اور دس فصول پر مشتمل ہے جن کا تعلق علم حدیث کی غرض وغایت، ضرورت، حدیث کی مختلف پہلوؤں سے اقسام اوراصول سے ہے جبکہ اعلاء السنن کا دوسرا مقدمہ اصول فقہ، اس کی ذیلی مباحث، اجتہاد و تقلید اوراثبات العمل بالقیاس سے متعلق ہے۔ اعلاء السنن کی جلد 19، اس مقدمہ ثانی پر مشتمل ہے۔ مقدمہ ثالث میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے امام اعظم ابو حنیفہؒ (م150ھ) کے مناقب، علم حدیث میں آپ کا تفقہ، علم فقہ واصول الفقہ میں آپ کی بصیرت تامہ، آپ کی ثقاہت، درایت، روایت اور رفعتِ علم پر اہل علم کا اطمینان وغیرہ کو موضوع بنایا۔ اعلاء السنن کی جلد20 مکمل طور پر اسی پر مشتمل ہے۔[10] یہ مقدمات بعد ازاں شام کے محقق عالم شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ نے علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کی اجازت سے مزید تحقیقات کے ساتھ "قواعد فی علوم الحدیث" کے عنوان سے علیحدہ بھی شائع کیے اور یہ اصل کتاب کا جزء لاینفک بھی ہیں۔[11]

فن تعارض کی ضرورت:

اس فن کی ضرورت کو درج ذیل نکات کی شکل میں واضح کیا جا سکتا ہے:

1۔ یہ فقہ کا ایک بنیادی اوراہم حصہ ہے کیونکہ دلائل شرعیہ سے احکام کا صحیح استنباط تب ہی ہو سکتا ہے جب اس علم سے آگاہی ہو گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ دلائل شرعیہ قوت وضعف میں مختلف درجات رکھتے ہیں اور بعض اوقات بظاہر ان کا آپس میں

---

[10]۔ ترمذی، مولانا عبد الشکور، تذکرۃ الظفر (فیصل آباد: مطبوعات علمی کمالیہ، 1977)، ص202۔

تعارض بھی نظر آتا ہے۔ اگر مجتہد اس تعارض کی حقیقت اور اس کے رفع کرنے کے طرق جانتا ہو گا تو اس کے لئے اجتہاد کا عمل آسان ہو گا اور اس کی اجتہادی آراء اقرب الی الصواب ہوں گی۔

2۔ فقہاء کے درمیان فقہی مسائل کے اختلاف کا ایک بڑا اور اہم سبب، تعارض ادلہ ہے۔ ہم جب بھی دلائل کی روشنی میں کسی فقہی باب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ فقہاء میں اکثر اختلافات اس بات پر مبنی ہیں کہ ایک فقیہ نے ایک حدیث کو لے کر اس پر اپنے فقہی مسلک کی بنیاد رکھی اور دوسرے فقیہہ نے دوسری حدیث پر اپنے فقہی مسلک کو پروان چڑھایا۔ لہٰذا فقہی اختلافات کو سمجھنے کے لئے تعارض کے فن کو جاننا انتہائی ضروری ہے۔

3۔ جب مکلف کے سامنے دو احادیث آتی ہیں اور وہ دونوں بظاہر ایک دوسرے سے متعارض ہوتی ہیں اور آدمی ان پر عمل کرنا چاہتا ہے تو لامحالہ اب اسکو دونوں احادیث میں رفع تعارض کی کسی صورت پر عمل کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں یا تو اسے علم الناسخ والمنسوخ کا علم ہونا ضروری ہے، یا س سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا پڑے گی یا ان میں تطبیق دینا ہو گی ترجیح دینے کے لئے کوئی نہ کوئی مرجح ہونا چاہیئے کیونکہ بلا مرجح، ترجیح فضول ہے اور مرجحات کا علم اس فن کے مطالعہ سے حاصل ہو تا ہے۔

4۔ علمی حلقوں میں اس فن کے جاننے کی ضرورت ہے کیونکہ متعارض دلائل میں سے جو صحیح ہے یہ علم اس کو واضح کرتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ کس پر عمل کیا جائے گا اور کس کو چھوڑا جائے گا۔ اگر جمع کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی یا ایک کے ذریعے دوسرے کو منسوخ کیا جائے گا پھر ناسخ پر عمل کیا جائے گا اور منسوخ کو ترک کر دیا جائے گا۔[12]

5۔ مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے جب احادیث میں بظاہر تعارض دیکھا اور وہ اس تعارض کو رفع کرنے کی صورت نہ سمجھ سکے تو انہوں نے اپنی لاعلمی کی بنیاد پر احادیث کو نشانہ تنقید بنایا اور پھر کچھ لوگ سرے سے حدیث کے حجت ہونے کے منکر ہو گئے اور کچھ نے حدیث کا استخفاف شروع کر دیا۔ لہٰذا تعارض احادیث کا مطالعہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ تاکہ انکارِ حدیث اور استخفافِ حدیث کے اثرات کو کم کیا جا سکے۔

6۔ مستشرقین نے تعارض ادلہ کا سہارا لے کر اسلام اور نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی پر بہت سے اعتراضات اچھالے ہیں اور لوگوں کے ذہن میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ احادیث میں تعارض ثابت کر کے پہلے احادیث اور پھر

---

[11]۔ تذکرۃ الظفر، ص 167؛ مزید دیکھئے: مقدمہ اعلاء السنن، ج 18، ص 5۔

[12]۔ مختلف الحدیث بین الفقہاء والمحدثین، ص 84۔

پورے اسلام کے کردار کو مشکوک بنایا جائے لہٰذا مستشرقین کی ان کوششوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تعارض کی بحث کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

تعارض کا لغوی مفہوم:

لغت میں لفظ تعارض کئی معانی میں استعمال کیا جاتا ہے:

1۔ لفظ عرض چوڑائی کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، اس لئے چوڑی چیز کے لئے عریض کا لفظ استعمال ہوتا ہے:

العرض:خلاف الطول۔[13]

(عرض، طول کے متوازی ہے۔)

2۔ مادہ "ع،ر،ض" میں پیش کرنے یاد کھانے کا معنیٰ موجود ہے جیسا کہ:

عرض الشئی علیه یعرضه عرضاً:اراہ ایاہ۔ [14]

3۔ اس مادہ "ع،ر،ض" میں ظاہر ہونے اور ظاہر کرنے کا مفہوم ہے مثلاً عرب کہتے ہیں مثلاً:

"عرض البعیر علیٰ الحوض وعرض الجاریة علی البیع۔"[15]

"اس نے اونٹ کو حوض پر ظاہر کیا اور باندی کو بیع کے لئے ظاہر کیا۔"

اسی سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضًا۔[16]

حدیث میں آتا ہے:

وکان جبریل یلقاہ کل لیلة فی رمضان حتیٰ ینسلخ،یعرض علیه النبی (ﷺ) القرآن۔[17]

(جبرائیل رمضان ختم ہونے تک ہر رات نبی ﷺ سے ملتے تھے اور نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔)

13۔ ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب (بیروت: دارالصاد، س ن)، ج4، ص2883۔

14۔ لسان العرب، ج4، ص2885۔

15۔ السبکی، محی الدین محمد عبدالحمید، محمد عبداللطیف، المختار من صحاح اللغۃ، (مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، س ن)، ص335۔

16۔ الکھف 100:18۔

17۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، (بیروت: دارابن کثیر، 1423ھ)، کتاب الصوم، باب اجود ماکان النبی ﷺ یکون فی رمضان، رقم الحدیث 1902۔

4۔ تعارض تقابل کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اور یہ تقابل کبھی مماثلت کے طور پر ہوتا ہے اور کبھی ممانعت کے طور پر۔ تعارض کی تعریف میں بھی تعارض بمعنیٰ تقابل مراد ہے جو بطور ممانعت ہو۔ صاحبِ بزدویؒ اس معنیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں:

المعارضة لغة:فالممانعة على سبيل المقابلة،يقال:عرض لى كذا اى استقبلنى بصد ومنع۔[18]

"تعارض لغت میں تقابل بر سبیل ممانعت سے ماخوذ ہے کیونکہ تعارض میں بھی دونوں دلیلیں ایک دوسرے کے مدمقابل ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہے۔"

تعارض کا اصطلاحی مفہوم:

علمائے اصول نے تعارض کی مختلف تعریفیں کی ہیں:

1۔ حنفی عالم امام بزدویؒ تعارض کی تعریف میں رقم طراز ہیں:

"هوتقابل الحجتين على السواء لا مزية لاحدهما فى حكمين متضادين۔"[19]

"برابری کی بنیاد پر دو دلائل کا ایک دوسرے کے مدمقابل اس طرح سے ہونا کہ دو متضاد حکموں (کے حل) میں ان دلائل میں مزید گنجائش نہ ہو۔"

2۔ علامہ شوکانیؒ نے ارشاد الفحول میں یہ تعریف کی ہے:

"هوتقابل الدليلين على سبيل الممانعة"[20]

"ایک دوسرے کی مزاحمت کرتے ہوئے دو دلائل کا مدمقابل ہونا تعارض کہلاتا ہے۔"

3۔ علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:

"تقابل الحجتين المتساويين على وجه يوجب كل واحد منهما ضد ما توجبه الاخرى، كالحل والحرمة والنفى والاثبات۔"[21]

18۔ البزدوی، فخر الاسلام علی بن محمد، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول المعروف باصول البزدوی، (کراتشی: میر محمد کتب خانہ، س ن)، ص200۔

19۔ ایضاً۔

20۔ الشوکانی، محمد بن علی، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، (الریاض: دار الفضیلۃ، 1421ھ)، ج2، ص1114۔

21۔ السرخسی، ابو بکر محمد بن احمد، اصول السرخسی، (کراتشی: قدیمی کتب خانہ، 1999ء)، ج2، ص14۔

"کسی ایسے طریقے پر دومساوی دلائل کا باہم مقابل ہونا کہ ان میں سے ہر ایک اس حکم کو ضروری قرار دے جس کے عکس کو دوسری دلیل ثابت کرتی ہے جیسا کہ حلال، حرام، نفی اور اثبات وغیرہ۔"

4۔ علامہ اسنویؒ نے ان الفاظ میں تعریف کی ہے:

"التعارض بین الامرین هو تقابلهما علیٰ وجه یمنع كل واحد منهما مقتضی الاخر۔"[22]

"دوحکموں کے مابین تعارض سے مراد ان کا تقابل اس طرح سے ہو کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے مقتضٰی کے برعکس ہو۔"

5۔ کمال الدین محمد، نے تعارض کی جو تعریف تیسیر الوصول الی منهاج الاصول من النقول والمعقول میں کی ہے اس میں تعارض کی جگہ، تعادل کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے:

"فاذا تعارضت الادلة فان لم یكن بعضها علیٰ بعض مزیة فهو التعادل وهو التساوی وان كان فهو الترجیح۔"[23]

بعض علماء نے تعارض اور تعادل میں فرق کیا ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

6۔ شیعہ عالم محمد جواد مغنیہ نے تعارض کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے:

"التعارض هو التمانع بین الدلیلین بالنظر الیٰ ان كلامنهما یكشف عن حكم ینقض ما یكشف عنه الآخر فی مقام الجعل والتشریع لا فی مقام الطاعة والامتثال۔"[24]

ان تعریفات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تعارض ہمیشہ ایسی دو دلیلوں کے درمیان ہوتا ہے جو قوت میں برابر ہوں لہٰذا حدیث متواتر اور حدیث مشہور کا تعارض یا حدیث مشہور اور خبر واحد کا تعارض، اصطلاحی تعارض نہیں کہلائے گا کیونکہ یہ احادیث قوت میں برابر نہیں ہیں اور ان کے تعارض میں ہر حال میں زیادہ قوی کو ترجیح دی جائے گی۔ یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ دو دلیلیں متعارض اس وقت کہلائیں گی جب ان میں سے ایک میں ذکر کردہ حکم دوسری کے حکم کے برعکس ہو مثلاً ایک دلیل حلت کو ثابت کر رہی ہے اور دوسری حرمت کو۔ مزید یہ کہ دلیلین کی قید سے پتہ چلتا ہے کہ تعارض اصطلاحی وہی

22۔ الاسنوی، امام جمال الدین عبد الرحیم بن الحسن، نهایة السول فی شرح منهاج الاصول، (القاهرة: عالم الكتب، س ن)، ج3، ص35۔

23۔ کمال الدین، محمد بن محمد، تیسیر الوصول الی منهاج الاصول من النقول والمعقول، (القاهرة: الفاروق الحدیثة للطباعة والنشر، 1423ھ)، ج6، ص171۔

24۔ مغنیہ، محمد جواد، علم اصول الفقه فی ثوبه الجدید، (بیروت: دار العلم للملایین، 1975ء)، ص428۔

کہلائے گا جو دو دلیلوں کے درمیان ہو اور دلائل سے مراد قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔ دلائل کے علاوہ کوئی اور تعارض اس تعریف میں داخل نہ ہو گا۔

تعارض اور تناقض میں فرق:

علماء اصول تعارض اور تناقض میں یوں فرق بیان کرتے ہیں کہ تعارض میں ایک دلیل سے حاصل ہونے والا حکم دوسری دلیل سے حاصل ہونے والے حکم کی نفی کرتا ہے اور دلیل پھر بھی اپنی اصل پر باقی رہتی ہے اور تناقض میں نفس دلیل کا بطلان لازم آتا ہے، اس میں مخالف دلیل کو ہی ختم کر دیا جاتا ہے۔[25]

تعارض کی شرائط:

علمائے اصول نے چند شرائط ذکر کی ہیں جن کے پائے جانے کے وقت تعارض متحقق ہوتا ہے، اگر یہ شرائط تمام یا کوئی ایک شرط موجود نہ ہو تو ایسی دو دلیلیں متعارض نہیں رہیں گی۔

1۔ تضاد الحکمین: دونوں دلیلیں متضاد ہوں بایں طور کہ ایک دلیل کسی چیز کو حلال قرار دیتی ہو اور دوسری اسی چیز کو حرام قرار دیتی ہو۔ اسی طرح ایک دلیل کسی چیز کا اثبات کرتی ہو اور دوسری دلیل اسی چیز کی نفی کرتی ہو۔ علماء نے یہ شرط اس لئے لگائی ہے کیونکہ دو دلیلیں اگر حکم میں متفق ہوں گی تو ان میں تعارض نہ رہے گا بلکہ یہ باہم مؤید اور مؤکد ہوں گی۔[26]

2۔ التساوی فی الثبوت: دونوں دلیلیں ثبوت کے اعتبار سے مساوی ہوں چنانچہ اگر ایک دلیل قطعی الثبوت ہے اور دوسری ظنی الثبوت ہے تو ان میں تعارض متحقق نہیں ہو گا کیونکہ اس صورت میں دلیل قطعی مقدم ہو گی، اسی وجہ سے قرآن اور حدیث متواتر، خبر واحد پر مقدم ہوں گے۔

3۔ التساوی فی القوۃ: دونوں دلیلیں قوت میں بھی برابر ہوں، لہٰذا ظاہر کا نص سے، نص کا مفسر سے اور مفسر کا محکم سے تعارض حقیقی تعارض نہیں کہلائے گا کیونکہ پہلی صورت میں نص کو ترجیح ہو گی، دوسری صورت میں مفسر کو اور تیسری صورت میں محکم کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ یہ چاروں یعنی ظاہر، نص، مفسر اور محکم قوت میں ایک دوسرے کے برابر نہیں ہیں۔

4۔ اتحاد المحل: دونوں حکموں کا محل بھی ایک ہو، ایسی دو چیزوں میں تضاد اور تنافی نہیں ہو سکتا جو دو مختلف محلوں میں ہوں۔

5۔ اتحاد الوقت: دونوں حکموں کا وقت بھی متحد ہو کیونکہ اگر وقت مختلف ہو گا تو تعارض منتفی ہو جائے گا۔

25۔ الزحیلی، الدکتور وھبۃ، اصول الفقہ الاسلامی، (دمشق: دار الفکر، 1986ء)، ج2، ص1173۔

26۔ النسفی، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد، کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، ج2، ص87۔

6۔اتحاد النسبت: بعض حضرات نے اتحاد نسبت کی بھی قید لگائی ہے مثلاً منکوحہ عورت اپنے خاوند کی طرف نسبت کرتے ہوئے حلال ہوتی ہے اور دوسرے مردوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے حرام ہوتی ہے۔[27]

تعارض کے اسباب:

دلائل شرعیہ کے درمیان جو تعارض ہے یہ صرف ظاہری تعارض ہے، حقیقی تعارض نہیں ہے کیونکہ اللہ اوراس کے رسول کے کلام میں حقیقی تعارض نہیں پایا جاسکتا وجہ اس کی یہ ہے کہ تعارض ایک نقص ہے اور شارع کا کلام نقص سے پاک ہوتا ہے جیسا کہ علامہ علی بن عبد الکافی السبکی لکھتے ہیں:

اعلم ان تعارض الاخبار انما يقع بالنسبة الى ظن المجتهد اوبمايحصل من خلل بسبب الرواة واما التعارض فى نفس الامرين حديثين صح صدورهما عن النبى ﷺ فهوامر معاذالله ان يقع ولاجل ذلک قال الامام ابوبكر بن خزيمة رضى الله عنه لا اعرف انه روى عن رسول الله ﷺ حديثان باسنادين صحيحين متضادين فمن كان عنده فليات به حتى اؤلف بينهما۔[28]

احادیث کے درمیان جو ظاہری تعارض نظر آتا ہے اس کے کئی اسباب ووجوہات ہیں، بعض کا تعلق راوی سے ہے اور بعض کا تعلق روایت سے ہے:

1۔رسول اکرم ﷺ ،صحابہ رضی اللہ عنھم کی ہر مسئلہ میں راہنمائی فرماتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنھم اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ ﷺ سے رجوع کرتے تو آپ ﷺ ان کو ان حالات کے مطابق جواب عطافرمایا کرتے تھے کیونکہ حالات وواقعات کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں، امام شافعیؒ اس بارے میں لکھتے ہیں:

"ويسن فى الشئى سنة وفيما يخالفه اخرىٰ، فلا يخلص بعض السامعين بين اختلاف الحالين اللتين سن فيها۔"[29]

"نبی کریم ﷺ نے ایک حکم ایک حالت میں دیا اور دوسرا حکم، دوسری حالت میں دیا۔ لہٰذا بعض راویوں نے پہلا حکم ذکر کر دیا اور بعض نے دوسرا حکم ذکر کر دیا جس کی وجہ سے احادیث میں بظاہر تعارض پیدا ہو گیا، حالانکہ ان دونوں حکموں کا تعلق دو مختلف حالتوں سے تھا۔"

---

[27]۔ یہ شرائط مجملاً نور الانوار میں مذکور ہیں۔ ملاجیون، شیخ احمد، نور الانوار فی شرح المنار، (ملتان: مکتبۃ امدادیۃ، س ن)، ص197۔

[28]۔ السبکی، علی بن عبد الکافی، الابھاج فی شرح المنھاج، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1416ھ)، ج3، ص218-219۔

[29]۔ الشافعی، ابوعبد اللہ محمد بن ادریس، الرسالۃ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، ص214۔

مثال: ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا اور دوسری حدیث میں اس کی اجازت دی گئی۔ بظاہر توان دونوں احادیث میں تعارض ہے کیونکہ پہلی حدیث نہی پر دال ہے اور دوسری اباحت پر دلالت کرتی ہے لیکن حقیقت میں تعارض نہیں ہے کیونکہ دونوں احادیث کا تعلق دو مختلف حالتوں سے ہے جیسا کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں میں کھانے پینے کی چیزوں کی عدم دستیابی ہو اس وقت تین دن سے زائد ذخیرہ کرنا منع ہے اور جب فراوانی ہو تو گوشت ذخیرہ کرنا منع نہیں ہے۔[30]

غرض اختلاف روایات کی بڑی وجہ اختلاف احوال وحالات ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف احوال واوقات کے لحاظ سے دو شخصوں کو علیحدہ علیحدہ حکم فرمایا، اب جس مجلس میں جو حکم فرمایا، دوسری مجلس میں انہی حضرات کا ہونا ضروری نہیں اس لئے دونوں حکموں کو روایات کرنے والے مختلف افراد یا گروہ تھے، البتہ اگر کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے دونوں اقوال کو سنا ہو گا وہ ضرور حقیقت حال سے باخبر ہو گا۔

2۔ بعض اوقات دو متعارض احادیث کے تعارض کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ایک حدیث ناسخ ہوتی ہے اور دوسری منسوخ ہوتی ہے مگر مجتہد کو اس کا پتہ نہیں چلتا اس لئے وہ اس کو تعارض سمجھ لیتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"توضاؤا مما مست النار۔"[31]

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں آپ ﷺ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بکری کی دستی کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔[32]

یہ دونوں احادیث بظاہر متعارض نظر آتی ہیں کیونکہ پہلی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوسری سے پتہ چلتا ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا، اسی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنھم کا اس مسئلہ میں اختلاف تھا، علماء نے کہا ہے کہ ان دونوں احادیث میں حقیقت میں تعارض نہیں ہے کیونکہ پہلی روایت منسوخ ہے، اس کی دلیل حضر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے:

"کان آخر الامرین من رسول الله ق ترک الوضوء مما مست النار۔"[33]

30۔ الشافعی، الرسالۃ، ص239۔

31۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، السنن لابن ماجۃ، (قاھرۃ: داراحیاء الکتب العربیۃ، س ن)، کتاب الطھارۃ، باب الوضوء مما غیرت النار، رقم الحدیث 486۔

32۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السنن لابی داؤد، (قاھرۃ: داراحیاء الکتب العربیۃ، س ن)، کتاب الطھارۃ، باب فی ترک الوضوء مما مست النار، رقم الحدیث 187۔

33۔ النسائی، احمد بن شعیب، السنن للنسائی، (الریاض: بیت الافکار الدولیۃ، 1420ھ)، کتاب الطھارۃ، باب ترک الوضوء مما غیرت النار، رقم الحدیث 185۔

3۔ بعض اوقات نبی کریم ﷺ کسی حکمِ شرعی کو پورا کرنے کے ایک سے زائد طریقے بتلاتے تھے اوران میں سے ہر طریقہ اختیار کرنا جائز ہوتا تھا، بعض راوی ایک طریقہ ذکر کر دیتے تھے اور بعض دوسرے، دوسرا طریقہ ذکر کر دیتے۔ اس سے محسوس ہوتا ہے کہ روایات میں تعارض ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ ہر طریقہ کو اختیار کرنا جائز ہے۔

مثال: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان میں دو دو کلمات پڑھیں اور اقامت میں ایک ایک کلمہ پڑھیں۔[34] جبکہ دوسری طرف حضرت عبد اللہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی اذان اور اقامت دونوں دو دو کلمات والی تھیں۔[35]

ان دونوں احادیث میں حقیقت میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ اقامت کہنے کے دونوں طریقے درست ہیں۔

4۔ حدیث کی روایت بالمعنی کرنے کی وجہ سے بھی احادیث میں تعارض پیدا ہوا کیونکہ اکثر محدثین اور رواۃ نے بعینہ ان الفاظ کو نقل کرنے کا اہتمام نہیں کیا جو آپ ﷺ کی زبان سے صادر ہوئے تھے، انہوں نے آپ ﷺ کے مرادی معنیٰ کو اپنے الفاظ سے آگے منتقل کر دیا، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی حدیث ایک ہی مفہوم سے الفاظ کے فرق کے ساتھ کتب حدیث میں ملتی ہے۔[36]

علامہ ابن سیرین فرماتے ہیں:

"کنت اسمع الحدیث من عشرة اللفظ مختلف والمعنیٰ واحد۔"[37]

(میں نے ایک حدیث کو دس مشائخ سے سنا جس کو ہر ایک نے مختلف الفاظ سے روایت کیا اور معنیٰ ایک تھے۔)

5۔ بعض اوقات کسی راوی نے حدیث کا ایسا لفظ چھوڑ دیا جس کے بغیر حدیث کا معنی مکمل نہیں ہوتا اور بظاہر تعارض نظر آتا ہے مثلاً ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیلۃ الجن کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: "ماشھد ھامنا احد"، ایک دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اس موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، اس لئے بظاہر ان دونوں روایتوں میں تعارض نظر آتا ہے۔ یہ تعارض اس وجہ سے پیدا ہوا کہ پہلی حدیث کے راوی نے ایک لفظ ساقط کر دیا، پوری روایت اس طرح تھی:

34۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب بدء الاذان، رقم الحدیث 603

35۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن للترمذی، (الریاض: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، 1417ھ)، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی ان الاقامۃ مثنی مثنی، رقم الحدیث 194

36۔ بینونس ولی، ضوابط الترجیح عند وقوع التعارض لدی الاصولیین، (الریاض: مکتبۃ اضواء السلف، 1425ھ)، ص 164۔

37۔ الصنعانی، ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق، (بیروت: المکتب الاسلامی، 1403ھ)، رقم الحدیث 20672۔

"ماشهد هامنا احد غيری۔"[38]

6۔ بعض اوقات تعارض پیدا ہونے کہ وجہ یہ بنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لفظ عام بولا اور معنیٰ اس کا خاص مراد لیا، اب کسی راوی نے اس لفظ کو عموم کے ساتھ آگے منتقل کر دیا اور کسی نے خصوص کے ساتھ آگے منتقل کیا۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت جس کے الفاظ عام ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اس کو خاص سمجھتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ یہ ایک خاص عورت کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ یہودی عورت تھی جس پر گھر والے رو رہے تھے اور اس کو عذاب دیا جارہا تھا۔[39]

7۔ بعض اوقات کوئی صحابیؓ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس وقت پہنچا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سوال کا جواب دے رہے تھے، راوی نے سوال تو سنا نہیں صرف جواب آگے منتقل کر دیا حالانکہ جواب کا صحیح طرح سمجھنا سوال سننے پر موقوف ہوتا ہے۔[40]

8۔ احادیث میں تعارض کی ایک وجہ حدیث کے مفہوم میں صحابہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف ہے مثلاً ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فعل کو واجب سمجھا جبکہ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو مستحب سمجھا۔[41] مثلاً ایک حدث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کر اُٹھنے کے بعد وضوء سے قبل ہاتھ دھونے کا حکم دیا ہے، اب بعض حضرات نے اس کو ظاہر پر رکھا اور واجب قرار دیا اور بعض حضرات نے قرائن کی وجہ سے اس کو افضل اور مستحب خیال کیا۔[42]

9۔ اسی طرح بعض اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فعل کرتے دیکھا اور انہوں نے اس کو امور طبیعیۃ عادیۃ میں شمار کیا اور بعض دیگر صحابہ کرامؓ نے اسی فعل کو مقصود خیال کیا اور اس کو سنت یا مستحب قرار دیا مثلاً حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابطح میں قیام فرمایا، اس پر سب صحابہ کا اتفاق ہے مگر حضرت ابو ہریرۃ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے ہے کہ یہ بھی مناسکِ حج میں داخل ہے اور حاجی کے لئے مقام ابطح میں قیام کرنا سنت ہے، لیکن حضرت عائشہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ یہ قیام اتفاقی تھا اور مناسک حج میں داخل نہیں ہے۔[43]

38۔ ضوابط الترجیح، ص165۔

39۔ البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ للبیہقی، (حیدر آباد دکن: مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، 1344ھ) کتاب الجنائز، باب سیاق اخبار تدل علی ان المیت یعذب بالنیاحۃ علیہ، ج4، ص72۔

40۔ الشافعی، الرسالۃ، ص213۔

41۔ السباعی، الدکتور مصطفیٰ، السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی، (الریاض: دارالوراق، 2000ء)، ص229۔

42۔ النووی، محی الدین یحییٰ بن شرف، المنہاج فی شرح الصحیح المسلم، (الریاض: بیت الافکار الدولیۃ، 1421ھ)، ص282۔

43۔ یہ تمام روایات السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الحج، ج5، ص160-161 پر موجود ہیں۔

10۔ روایاتِ حدیث کے اختلاف کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سے الفاظ کلام میں ایسے مستعمل ہوتے ہیں جن کے لغوی معنیٰ بھی مستعمل ہیں اور اصطلاحی بھی، نبی کریم ﷺ نے ایک معنیٰ کے لحاظ سے کوئی کلام ارشاد فرمایا جس کو بعض سننے والوں نے دوسرے معنیٰ میں مستعمل سمجھا مثلاً وضوء کا لفظ اصطلاحی معنیٰ کے لحاظ سے متعارف وضو کے معنیٰ میں ہوتا ہے لیکن معنیٰ لغوی کے لحاظ سے نظافت، پاکیزگی اور ہاتھ دھونے کے معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے۔[44]

لہٰذا جمہور فقہاء کا اتفاق ہے کہ جن روایات میں آگ سے پکی ہوئی چیزوں کے استعمال پر وضو کا حکم آیا ہے تو اس سے یا تو وضو لغوی مراد ہے یا وہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔[45]

11۔ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنھم سب کے سب عال ہیں یعنی معتبر راوی ہیں، ان کی جرح اور تضعیف نہیں کی جاسکتی چنانچہ اصابہ میں اہل سنت کا اس پر اجماع نقل کیا ہے لیکن سہو ونسیان وغیرہ لوازمات بشریہ سب کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، اس لئے نقل میں سہو ہو جانا بھی ممکن ہے اور اسی وجہ سے روایت پر عمل کرنے والے کے لئے منجملہ اور ضروریات کے یہ بھی اہم ہے کہ اس روایت کو اسی نوع کی دوسری روایات سے ملا کر دیکھیں کہ ان کے مخالف تو نہیں اگر مخالف ہے تو درجہ مخالفت کی تنقیح کرے۔[46]

مثال کے طور پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے جب اس امر کو سنا تو فرمایا کہ ابن عمر بھول گئے، حضور ﷺ نے کوئی عمرہ رجب میں نہیں کیا۔[47]

12۔ احادیث میں تعارض کی ایک وجہ کثرت وسائط ہے کہ احادیث کی روایات میں جس قدر واسطے بڑھتے گئے سابقہ وجوہ کی بناء پر اتنا ہی اختلاف پیدا ہوتا گیا یہ وجہ بدیہی ہے ہر شخص کو پیش آتی ہے ہر شخص سمجھتا ہے کہ کسی قاصد کے ہاتھ آپ ایک بات کہلا کر بھیجئے لیکن اگر درمیان میں چند واسطے ہو جائیں گے تو اس میں اختلاف لازمی اور بدیہی ہے، یہی وجہ ہے کہ آئمہ حدیث نے روایات کی وجوہِ ترجیح میں علوِ سند یعنی واسطوں کے کم ہونے کو ایک بڑی وجہ قرار دی ہے۔[48]

44۔ کاندھلوی، محمد زکریا، اختلاف الائمۃ، (کراتشی: مکتبۃ الشیخ، س ن)، ص25۔

45۔ ابن رشد القرطبی، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونھایۃ المقتصد، (بیروت: دار المعرفۃ، 1402ھ)، ج1، ص40۔

46۔ کاندھلوی، محمد زکریا، اختلاف الائمۃ، (کراتشی: مکتبۃ الشیخ، س ن)، ص43۔

47۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب العمرۃ فی رجب، ص2998۔

48۔ اختلاف الائمۃ، ص56۔

وقوع تعارض اور مقدمۃ اعلاء السنن میں علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا موقف:

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے مقدمۃ اعلاء السنن کی آٹھویں فصل میں ادلہ شرعیہ کے درمیان تعارض کی نوعیت، اسباب اور رفع تعارض کے اصول ومناہج کو "اصول التعارض بین الادلۃ وترجح بعضھا علی بعض" کے عنوان سے بیان کیا ہے۔علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا مؤقف یہ ہے کہ شرعی نصوص میں حقیقتاً کوئی تعارض نہیں ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو نصوص میں تناقض اور نصوصِ شرعیہ کا بے فائدہ ہونا لازم آئے گا جس سے شارع کی ذات پاک ہے[49]، بلکہ سرسری سے مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ادلہ میں تعارض دو چیزوں سے ناوقف ہونے کی بناء پر ہوتا ہے: الف: تاریخ سے ناواقف ہونے کی بناء پر؛ ب: متکلم کی مراد کو سمجھنے میں غلطی کی بناء پر[50] جیسا کہ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ بیان کرتے ہیں:

یتصور التعارض ظاهرافی بادئ النظر للجهل بالتاريخ، اوالخطا فی فهم المراد۔[51]

(ظاہری طور پر تعارض تاریخ سے ناواقف ہونے یا (شارع کی) مراد کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔)

نصوص میں تعارض رفع کرنے کا طریقہ:

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا مؤقف یہ ہے کہ دو نصوص میں تعارض کی صورت میں، رفع تعارض کے لئے فقہائے احناف ان اصولوں کی ترتیب یوں بیان کرتے ہیں: نسخ ترجیح جمع توقف[52]

جیسا کہ رقم طراز ہیں:

حكمه النسخ ان علم المتقدم والمتاخر، ويكونان قابلين له، والافالترجيح ان امكن؛ لان ترک الراجح خلاف المعقول والاجماع، والا فالجمع بقدر الامكان للضرورة وان لم يمكن الجمع تساقطا، فاذا تساقطا فالمصير الى "ما دونهما من الحجج مرتباً ان وجد۔"[53]

(اس (نصوص میں تعارض) کا حکم نسخ ہے کہ اگر نصوص کے تقدم وتاخر کا علم ہو جائے اور وہ (نصوص) اس کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں، اگر ایسا نہ ہو تو ترجیح کو اپنایا جائے گا اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ان کو جمع کیا جائے گا

49۔ عثمانی، ظفر احمد، مقدمۃ اعلاء السنن، (بیروت: دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1421ھ/2001ء)، ج18، ص8993۔

50۔ مقدمۃ اعلاء، ج18، ص8993۔

51۔ مقدمۃ اعلاء، ج18، ص8993

52۔ مقدمۃ اعلاء، ج18، ص8993

53۔ مقدمۃ اعلاء، ج18، ص8993۔

اور ان کو جمع کرنا بھی ممکن نہ ہو تو ان کو ساقط قرار دیا جائے گا اور ان سے کم درجہ کی (نص کی) طرف رجوع کیا جائے گا، اگر روایت مل جائے۔)

ادلہ شرعیہ کے درمیان رفع تعارض کے مناہج کی جو درجہ بندی علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کے نزدیک مختار ہے اس درجہ بندی میں سب سے پہلے نسخ کی طرف رجوع کیا جائے گا، اگر نسخ کا علم نہ ہو سکے تو اصولِ ترجیح سے تعارض کو ختم کیا جائے گا اور اگر اصول ترجیح سے تعارض کا حل ممکن نہ ہو تو جمع بین النصوص کے اصول و مناہج کو استعمال کیا جائے گا۔

خلاصہ بحث:

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا بالخصوص اور جمہور فقہاء کا مؤقف یہ ہے کہ شرعی نصوص میں حقیقتاً کوئی تعارض نہیں ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو نصوص میں تناقض اور نصوصِ شرعیہ کا بے فائدہ ہونا لازم آئے گا جس سے شارع کی ذات پاک ہے۔ مزید بر آں کہ فن تعارض کے مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ادلہ میں تعارض تاریخ سے ناواقف ہونے اور متکلم کی مراد کو سمجھنے میں غلطی کی بناء پر ہوتا ہے۔ تعارض میں ایک دلیل سے حاصل ہونے والا حکم دوسری دلیل سے حاصل ہونے والے حکم کی نفی کرتا ہے اور دلیل پھر بھی اپنی اصل پر باقی رہتی ہے اور تناقض میں نفس دلیل کا بطلان لازم آتا ہے، اس میں مخالف دلیل کو ہی ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا مؤقف جو کہ مقدمة اعلاءالسنن کی آٹھویں فصل میں "اصول التعارض بين الادلة وترجح بعضها على بعض" کے عنوان سے درج ہے، کو بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعارض کی لغوی واصطلاحی تحقیق، نصوصِ شرعیہ میں تعارض کی اہمیت، تعارض اور تناقض میں فرق، تعارض کی شرائط، تعارض کے اسباب، اور مقدمة اعلاء السنن کے تناظر میں نصوص کے مابین تعارض رفع کرنے کے مناہج و ترتیب مناہج بیان کیے گئے ہیں۔